قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل
لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

منگل 24 اگست 2021ء | 15 محرم 1443ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:200

## ارشاد باری تعالیٰ

الٓمّٓ ۚ﴿۲﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴿۳﴾

(البقرہ :2تا3)

ترجمہ : أَنَااللّٰهُ أَعۡلَمُ: میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔یہ ’’وہ‘‘ کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔

## فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر آج بھی ترقی کا یہی گر ہے کہ قرآنی تعلیمات پرعمل کیا جائے۔صرف مان لینا کافی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔قرآن شریف پرعمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 379۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے دوبارہ آپ نے فرمایا۔ پہلے بھی میں نے یہ اقتباس پڑھا ہے کہ:

’’سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ اور حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔‘‘ یہی بتائے گا کہ تمہارے میں ایمان کیسا تھا؟ تصدیق کرے گا یا جھٹلائے گا۔

(خطبہ جمعہ 4 جولائی 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

### قرآن کی کثرت سے تلاوت

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

’’اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو اس میں خیر کم اور شر زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔‘‘

(کنزالعمال حدیث نمبر:41496)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

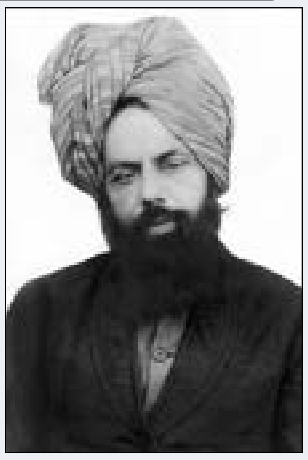

### قرآن کریم کی اتباع کی برکات

لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہی ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذّت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حبّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی درودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 79)

## اس شمارہ میں

مرے وطن! مجھے تیرے افق سے شکوہ ہے (منظوم)
کتاب، تعلیم کی تیاری
جمائی
سمندر جو صحراء بن گیا

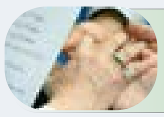

## دربارِ خلافت

# مَیں کافر کیوں کہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اسی طرح حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں (یہ جموں کے رہنے والے تھے، خلیفہ نور الدین کہلاتے تھے) یہ لکھتے ہیں کہ ’’مَیں مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کو ایک سال تک سمجھاتا رہا۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے کہا کہ مرزا صاحب پر علماء نے کفر کے فتوے لگائے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ تمہارے باپ پر بھی تو مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک مولوی صاحب (غالباً مولوی محمد لکھوکے والے) کے متعلق کہا کہ اُسے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس سے لکھ کر پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق خدا کا کیا حکم ہے۔ ایک ماہ بعد اس مولوی کا یہ جواب آیا کہ مَیں نے دعا کی تھی، (جواب سنیں ذرا مولوی صاحب کا) مَیں نے دعا کی تھی، خدا کی طرف سے جواب ملا ہے کہ ’’مرزا صاحب کافر‘‘۔ مَیں بھدرواہ کام پر گیا ہوا تھا۔ جب جموں واپس آیا تو مجھے یہ خط دکھلایا گیا۔ مَیں نے کہا کہ الہام کرنے والا خدا نعوذ باللہ کوئی بڑا ڈرپوک خدا ہے جو مرزا صاحب کو کافر بھی کہتا ہے اور ساتھ ’’صاحب‘‘ بھی بولتا ہے۔ (یہ نکتہ بھی انہوں نے اچھا نکالا کہ کہہ رہا ہے کہ ’مرزا صاحب کافر‘۔ ایک طرف تو اللہ کہہ رہا ہے کہ کافر ہے اور دوسرے ’صاحب‘ کا لفظ بھی استعمال کر رہا ہے جو بڑا عزت کا لفظ ہے۔) ایسے ڈرپوک خدا کا الہام قابل اعتبار نہیں۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہؓ۔ غیرمطبوعہ۔ جلدنمبر 12 صفحہ 66 تا 67)۔ تو اس طرح بھی یہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے نکتے نکالا کرتے تھے۔

...اسی طرح حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ایک واقعہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ’’وزیر آباد میں ثمن راجگان کو جو وزیر آباد کے شمالی حصے میں موجود ہے ایک بڑا مکان جس میں ریاست راجوری کشمیر کے راجے مسلمان رہتے ہیں، ایک شخص مسمی اللہ والے نے راجہ عطاء اللہ خان صاحب مرحوم سفیر کابل کو جا کر کہا کہ یونہی لوگ غلام رسول کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ راجہ صاحب نے فرمایا تو پھر کیا ہے (یہ احمدی ہو گئے تھے تو انہوں نے کہا یونہی پڑ گئے ہیں) حافظ صاحب کو لاؤ۔ یہاں آ کر بیان کر دیں کہ ہم مسیح کا رفع جیسا قرآنِ مجید میں موجود ہے مانتے ہیں اور نزولِ مسیح جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بھی بیان کر دیں۔ چنانچہ شہر میں منادی کی گئی اور مسلمانوں کے تمام فرقے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ میں جانتا تھا جو مَیں نے کہنا ہے (یہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی احمدی ہو چکے تھے) کہتے ہیں میں جانتا تھا جو مَیں نے کہنا ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ میری بات کو کسی نے نہیں سمجھنا۔ (اشاروں میں بات کروں گا)، صرف ایک شخص ہے جس کا نام حکم سلطان علی تھا، وہ میرے خاندان کا آدمی ہی تھا اگر کوئی سمجھا تو وہ سمجھے گا۔ الغرض جب میں پہنچا تو راجہ صاحب نے فرمایا کہ مسمی اللہ والے نے کہا ہے کہ حافظ صاحب مسیح کا رفع اور نزول مانتے ہیں، کیا یہ سچ ہے؟ مَیں نے

بقیہ صفحہ 6 پر

# مرے وطن! مجھے تیرے افق سے شکوہ ہے

احمد ندیم قاسمی ایک بزرگ شاعر اور بہت بڑے ادیب ہیں۔ مگر اپنے وطن کے لئے دعا کے وقت کبھی انہیں یہ خیال نہیں آیا کہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کے خلاف بھی آواز اٹھائیں۔ اس لئے میں نے ان کی ایک نظم کی تضمین کہی ہے۔ اگر ان کو اس سے اختلاف ہو تو میں مجبور ہوں۔

خدا کرے کہ مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو، زندگی وبال نہ ہو
سوائے اس کے کہ وہ شخص احمدی کہلائے
تو سانس لینے کی بھی اس کو یاں مجال نہ ہو
وہ سبزہ زاروں میں ہو سب سے سبزتر پھر بھی
رگیدا جائے اگرچہ وہ پائمال نہ ہو
چمن میں وہ گلِ رعنا جو خاک سے اٹھے
اکھاڑنے میں اسے تم کو کچھ ملال نہ ہو
وہ پھول ہو کے بھی آنکھوں میں خار سا کھٹکے
تو ایسا زخم لگاؤ کہ اندمال نہ ہو
وہ لاکھ علم و عمل کا ہو ایک اوجِ کمال
فقط وہ غازیٔ گفتار و قیل و قال نہ ہو
مگر سب اہل وطن یہ بھی سوچ لیں کہ کہیں
لباس تقویٰ میں لپٹی ہوئی یہ کوئی چال نہ ہو
میرے وطن! مجھے تیرے افق سے شکوہ ہے
کہ اس پہ ثبت ہے عبدالسلام نام کا چاند
اسے ڈبو کے کوئی اور اچھال کام کا چاند
تو یہ کرے تو کبھی تجھ پہ پھر زوال نہ ہو
ہر ایک شہری ہو آسودہ ہر کوئی ہو نہال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

(کلام طاہر ایڈیشن 2004ء صفحہ 101تا102)

## آج کی دعا

میں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے، اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گیں ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر و ذوالجلال خدا! ہمارے ہادی اور رہنما! ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔

(مکتوباتِ احمد جلد اوّل صفحہ 357)

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ السلام کی لوگوں کی اصلاح کے لئے دردمندانہ دعا ہے۔ آپ مخالفین کے حق میں بھی بہت دعائیں کرتے تھے۔

1893ء میں آپ نے الہام دیکھا:

وَقَدْ اَنْبَاَنِیْ رَبِّیْٓ اَنَّنِیْ کَسَفِیْنَۃِ نُوْحٍ لِّلْخَلْقِ فَمَنْ اَتَانِیْ وَدَخَلَ فِی الْبَیْعَۃِ فَقَدْ نَجَا مِنَ الضَّیْعَۃِ۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، صفحہ 486 روحانی خزائن جلد 5 بحوالہ تذکرہ صفحہ 178)

ترجمہ: اور میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں لوگوں کے کے لئے نوح کی کشتی کی طرح ہوں۔ پس جو شخص میرے پاس آ کر بیعت میں داخل ہو گا وہ ضائع ہونے سے بچ جاوے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرمایا ہے، جیسے سابقہ انبیاء کو فرمایا تھا۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں اللہ نے انکی امت کو ظاہرا ایک کشتی میں سوار کر کے عذاب سے بچایا تھا۔ اور اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیم ہی وہ روحانی کشتی ہے جس پر کامل عمل کرنے سے انسان خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں فرمایا ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

# کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 8

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

## اللہ کے حضور ہمارے فرائض

### عبادت میں ذوق و شوق

اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق شوق اپنی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان گھبرائے نہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا رہے۔ اور ان دعاؤں میں تھک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جس کے لیے اس کے دل میں تڑپ اور بے قراری ہوتی ہے۔ یعنی عبادت کے لیے ایک ذوق و شوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور وہ یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس کا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جاوے۔ اس لیے ہروقت اس کے فضل کے لیے دعا کرتے رہو اور اس کی استعانت چاہو تا کہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تا کہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(ملفوظات۔ جلد 8 صفحہ 154-155۔ ایڈیشن 1984ء)

### خدا سے ڈرنے والے کے دو جنت ہوتے ہیں

یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیا داری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ چاہیے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو، وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے۔ ہر وقت مرنے کے لیے تیار تھے۔ بیعت کے معنے ہیں اپنی جان کو بیچ دینا۔ جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے؟ ایسا آدمی تو صرف رسمی بیعت کرتا ہے۔ وہ تو کل بھی گیا اور آج بھی گیا۔ یہاں تو صرف ایسا شخص رہ سکتا ہے جو ایمان کو درست کرنا چاہے۔ انسان کو چاہیے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مر چکے تھے اور بعض مرنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوائے بات نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں تا کہ ابتلاء دیکھ کر بھاگ جائیں وہ فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کیا لوگ چاہتے ہیں کہ امتحان میں سے گزرنے کے سوا ہی خدا خوش ہو جائے۔ خدا تعالیٰ رحیم کریم ہے، مگر سچا مومن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دے۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ابتدا میں مومن کے واسطے دنیا جہنم کا نمونہ ہو جاتی ہے طرح طرح کے مصائب پیش آتے ہیں۔ اور ڈراؤنی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں تب وہ صبر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کی حفاظت کرتا ہے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جو متفق ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کو حیاۃ طیبہ حاصل ہوتی ہے اس کی سب مرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ مگر یہ بات ایمان کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

ایک شخص کے اپنے دل میں ہزار گند ہوتا ہے۔ پھر خدا پر شک لاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مومنوں کا حصہ مجھے بھی ملے۔ جب تک انسان پہلی زندگی کو ذبح نہ کر دے، اور محسوس نہ کر لے کہ نفس امارہ کی خواہش مر گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ نہ جائے تب تک مومن نہیں ہوتا۔ اگر مومن کو خاص امتیاز نہ بخشا جائے تو مومنوں کے واسطے جو وعدے ہیں وہ کیونکر پورے ہوں گے، لیکن جب تک دورنگی اور منافقت ہو تب تک انسان کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ (النساء:146) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک ایسی جماعت بنائے گا جو ہر جہت میں سب پر فوقیت رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کا فضل کرے گا۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ ہاں کمزوری میں اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے۔ جو شخص کمزور ہے اور ہاتھ اُٹھاتا ہے کہ کوئی اس کو پکڑے اور اُٹھائے، اس کو اُٹھایا جائے گا۔ مگر مومن کو چاہیے کہ اپنی حالت پر فارغ نہ بیٹھے۔ اس سے خدا راضی نہیں ہے۔ ہر طرح سے کوشش کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے جو سامان ہیں وہ سب مہیا کئے جائیں۔

### ریاکاری

ریاکار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مومن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ مسجدوں میں لمبی نمازیں پڑھا کرتا تھا تا کہ لوگ اُسے نیک کہیں۔ لیکن جب وہ بازار سے گزرتا تو لڑکے بھی اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے کہ یہ ایک ریاکار آدمی ہے جو دکھلاوے کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس شخص کو خیال ہوا کہ میں لوگوں کا کیوں خیال رکھتا ہوں اور بے فائدہ محنت اٹھاتا ہوں۔ مجھے چاہیے کہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوجاؤں اور خالص خدا کی خاطر عبادت کروں۔ یہ بات سوچ کر اس نے سچی توبہ کی اور اپنے اعمال کو خدا کے واسطے خاص کر دیا اور دنیوی رنگ کی نمازیں چھوڑ دیں، اور علیحدگی میں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا اور اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھنا چاہا۔ تب وہ جس کوچہ سے گزرتا لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ایک نیک بخت آدمی ہے۔

(ملفوظات۔ جلد 8 صفحہ 185-187۔ ایڈیشن 1984ء)

### خدا کی دوستی

سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پروا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پروا نہیں رکھنی چاہیے۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنے دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا، تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔

خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اسکی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیاداروں کی دوستی میں تو عذر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیا دار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے۔ اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ نوافل ہر شئے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے۔ جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی، بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

(ملفوظات۔ جلد 8 صفحہ 187-188۔ ایڈیشن 1984ء)

## نفس کے ہم پر حقوق

اسلام میں انسان کے تین طبقے رکھے ہیں۔ ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات۔ ظالم لنفسہ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس امارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں اور ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔

مقتصد وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رو کہتے ہیں۔ ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ ان پر ہوتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں۔ پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سابق بالخیرات وہ ہوتے ہیں کہ ان سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی حرکات وسکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ ان سے افعالِ حَسَنہ ہی کا صدور ہوتا ہے۔ گویا اُن کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالات میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے۔ اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں حَسَنَاتُ الۡاَبۡرَارِ سَیِّئَاتُ الۡمُقَرَّبِیۡنَ۔

(ملفوظات۔ جلد 8 صفحہ 107-108۔ ایڈیشن 1984ء)

ہماری جماعت کو قیل و قال پر محدود نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ اصل مقصد نہیں۔ تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔

(ملفوظات۔ جلد 8 صفحہ 70۔ ایڈیشن 1984ء)

## مقام نفس مطمئنہ

غرض نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امارہ والے میں نفس امارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں۔ اور لوامہ والے میں لوامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔ مطمئنہ والے کو پہلی نعمت یہ دی جاتی ہے کہ وہ خدا سے آرام پاتا ہے جیسے فرمایا ہے۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿۲۸﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ﴿۲۹﴾ (الفجر: 28تا29) یعنی اے خدا تعالیٰ میں آرام یافتہ نفس اپنے رب کی طرف آجا وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی۔ اس میں ایک باریک نکتہ معرفت ہے جو یہ کہا کہ خدا تجھ سے راضی تو خدا سے راضی بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس مرحلہ پر نہیں پہنچتا اور لوامہ کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت تک خدا تعالیٰ سے ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے یعنی کبھی کبھی وہ نفس کی تحریک سے نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جب مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو اس جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے صلح ہو جاتی ہے۔ اس وقت وہ خدا سے راضی ہوتا ہے اور خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ لڑائی بھڑائی بالکل جاتی رہتی ہے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ سے لڑائی رکھتا ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتا ہے اور بہت سی اَمانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دعائیں نہیں سنی جاتی ہیں یا خلاف امید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر بدظنی اور اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے لیکن صالحین اور عباد الرحمن کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ وہ رضا بالقضا کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ حقیقی ایمان اس وقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا کی مرضی اس کی مرضی ہو جاوے۔ دل میں کوئی کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اس کی ہر تقدیر اور قضا کے سامنے کو طیار ہو۔ اس آیت میں رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً کا لفظ اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے جہاں کوئی ابتلا باقی نہیں رہتا۔ دوسرے جس قدر مقامات ہیں وہاں ابتلا کا اندیشہ رہتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے بالکل راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ رہے اس وقت محبت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے اس ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہیے جب تک یہ محبت پیدا نہ ہو انسان نفس امارہ کے نیچے رہتا ہے اور اس کے پنجہ میں گرفتار رہتا ہے۔ اور ایسے لوگ جو نفس امارہ کے نیچے ہیں اُن کا قول ہے ’’ایہہ جہاں مٹھا اگلا کن ڈٹھا‘‘ یہ لوگ بڑی بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں اور لوامہ والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں۔ اُن کا ایک رنگ نہیں رہتا کیونکہ اُن کی لڑائی نفس کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں تاہم یہ لوگ محل مدح میں ہوتے ہیں کیونکہ اُن سے نیکیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوف خدا بھی ان کے دل میں ہوتا ہے لیکن نفس مطمئنہ والے بالکل فتح مند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور خوفوں سے نکل کر امن کی جگہ میں جا پہنچتے ہیں وہ اس دار الامان میں ہوتے ہیں جہاں شیطان نہیں پہنچ سکتا۔ لوّامہ والا جیسا کہ میں نے کہا دار الامان کی ڈیوڑھی میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی دشمن بھی اپنا وار کر جاتا ہے اور کوئی لاٹھی مار جاتا ہے۔ اس لئے مطمئنہ والے کو کہا ہے فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿۳۰﴾ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۱﴾ (الفجر: 30تا31) یہ آواز اس وقت آتی ہے جب وہ اپنے تقویٰ کو انتہائی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ تقویٰ کے دو درجے ہیں۔ بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا یہ دوسرا مرتبہ محسنین کا ہے۔ اس درجہ کے حصول کے بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوسکتا اور یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتا۔

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لئے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی دستگیری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے دار الامان میں پہنچا دیتا ہے۔ اور فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ کی آواز اُسے آجاتی ہے یعنی تیری جنگ اب ختم ہو چکی ہے اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے اب آ میرے بندوں میں داخل ہو جو صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ کے مصداق ہیں اور روحانی وراثت سے جن کو حصہ ملتا ہے میری بہشت میں داخل ہو جا۔

(ملفوظات۔ جلد 5 صفحہ 373-375۔ ایڈیشن 2016ء)

## بنی نوع کے ہم پر حقوق

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آجاوے تو سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اگر ایسے ہی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہوں تو اُن سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ۔ صحابہ کی عجیب حالت تھی۔ اُن کے بیوی بچے بھی تھے۔ پھر بھی ہزاروں خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے۔ اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کر لیتے تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنی جانوں کو اس طرح پر خدا کی راہ میں دے دیتے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں اور وہ کھا رہا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا ہے اور تو ابھی باقی ہے۔ یہ تھی ان لوگوں کی ایمانی حالت۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہوسکتی۔ ہاں خدمتگار کے طور پر تو بیشک ہوسکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدیں جمع کرتے ہیں۔ ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آکر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کونسے لوگ ہیں جن کے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشوونما پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوں جن کے قویٰ نشوونما پاکر ایک جماعت قائم کرنے والے ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے۔ مگر یہ خوب یاد رکھو کہ جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ؟ خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل بھی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اس پر راضی ہو جاوے اور رُوح القدس سے اس کی تائید کرے۔ یہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جبتک اپنے نفس کی قربانی نہ کرے اور نہ اس پر عمل ہو۔ وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰی ﴿۴۱﴾ فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِیَ الۡمَاۡوٰی ﴿۴۲﴾ (النازعات: 41تا42) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اگر ہوائے نفس کو روک دیں۔ صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نَهَی النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰی کے نیچے ہو۔

(ملفوظات۔ جلد 7 صفحہ 411-412۔ ایڈیشن 1984ء)

والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچّہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہمّ و غمّ والدین اُٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے۔ تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچّہ کے واسطے بہت دُکھ اُٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو۔ ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔

ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے۔ جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کرسکتی۔ خدا تعالیٰ نے اسی کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی۔ (النحل:91)

ادنیٰ درجہ عدل کا ہوتا ہے۔ جتنا لے اتنا دے۔ اس سے ترقی کرے تو احسان کا درجہ ہے جتنا لے وہ بھی دے اور اس سے بڑھ کر بھی دے۔ پھر اس سے بڑھ کر ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے یعنی دوسروں کے ساتھ اس طرح نیکی کرے جس طرح ماں بچہ کے ساتھ بغیر نیت کسی معاوضہ کے طبعی طور پر محبت کرتی ہے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ ترقی کر کے ایسی محبت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ انسان کا ظرف چھوٹا نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ بلکہ یہ وسعت اخلاق کے لوازمات میں سے ہے۔ میں تو قائل ہوں کہ اہل اللہ یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ مادری محبت کے اندازہ سے بھی بڑھ کر انسان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

ایک بُڑھیا کا ذکر ہے کہ حضرت ابو بکر کی وفات کے روز بغیر اس کے کہ اس کو کسی نے خبر دی ہو خود بخود کہنے لگی کہ آج ابو بکر مر گیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تجھ کو کس طرح سے معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ ہر روز مجھ کو آپ حلوہ کھلایا کرتے تھے اور وہ وعدہ میں تخلف کرنے والے ہرگز نہ تھے چونکہ آج وہ حلوہ کھلانے نہیں آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں ورنہ وہ ضرور مجھے حلوہ کھلانے آج بھی آتے۔ دیکھو۔ اخلاقی حالت کہاں تک وسعت کرسکتی ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ان اخلاق پر دوسرے لوگ قادر نہیں ہو سکتے۔ پیغمبر خدا ﷺ کے پاس ایک مجرم پکڑا ہوا آیا تو وہ آپ ہی رُعب سے کانپتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو کیوں اتنا ڈرتا ہے میں تو ایک بڑھیا کا بیٹا ہوں۔ معمولی انسانوں کے یہ اخلاق نہیں ہوتے۔ عرب کی قوم کئی پُشتوں تک کینہ رکھنے والی تھی۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے جب اُن پر غلبہ پایا تو باوجود اس قدر دُکھوں کے جو اُن سے اُٹھائے تھے سب کو معاف کر دیا۔ دنیوی حکومت رحم نہیں کرسکتی۔ انگریزوں نے باغیوں کو کس طرح پھانسی دیا اور قتل کیا تھا مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے سب باغیوں کو یکدفعہ معاف کر دیا۔ کسی نبی کو ایسی پوری کامیابی نہیں ہوئی جیسی کہ آنحضرت ﷺ کو ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ اپنے وعدہ کی زمین تک نہ پہنچ سکے اور راستہ میں ہی فوت ہو گئے اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا خدا اِل کر مخالفوں سے جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کے اصحاب نے کہا کہ ہم تیرے ساتھ چلیں گے اگرچہ سمندر میں گریں اور قتل کئے جائیں۔

قاعدہ ہے کہ نبی کا پرتو اُمت پر بھی پڑتا ہے۔ جب اُستاد کامل ہوتا ہے ایسے ہی شاگرد بھی بنتے ہیں۔ جیسے حضرت نبی کریم ﷺ کی شجاعت، افعال و اعمال اور کامیابی کی نظیر نہیں ویسے ہی صحابہؓ کی بھی نظیر نہیں۔ صحابہؓ باوجود قلیل ہونے کے جدھر جاتے فتح پاتے صحابہ ایسے تھے جیسے کسی برتن کو دھو کر بالکل صاف سُتھرا کر دیا جاتا ہے اور اس میں کسی قسم کی آلائش کا شائبہ نہیں رہتا۔ اُن کی ایسی محنت اور اخلاص تھا تو خدا تعالیٰ نے پھر بدلہ بھی ایسا دیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو آنحضرتؐ کا خلیفہ بنایا۔

(ملفوظات۔ جلد 7 صفحہ 375-376۔ ایڈیشن 1984ء)

(اس اہم روحانی مائدہ کی تیاری مکرم محمد اظہر منگلا استاذ جامعہ احمدیہ غانا اور عزیزم عبدالمجیب طالب علم جامعہ احمدیہ غانا کے ذریعہ ہو رہی ہے)

(ابوسعید)

پروفیسر (جنرل) ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری

# جمائی

جمائی ایک ایسا عمل ہے جس کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں انسان آہستہ آہستہ منہ کھول کر لمبا سانس اندر لیتا ہے۔ دوسرے حصے میں وہ بڑے خوفناک حد تک منہ کھولتا ہے جس سے اندرون منہ اور دانت صاف دکھائی دیتے ہیں۔ تیسرا حصہ جب وہ لمبا سانس باہر نکالتا ہے۔ ساتھ ساتھ ایک عجیب جانور جیسی آواز بھی نکالتا ہے۔ اکثر اسی عمل کے ساتھ گردن، بازوؤں اور جسم میں تناؤ پیدا کرتا ہے۔ یہ سارا عمل قریباً 5 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔ اگر یہی عمل جو 5 سیکنڈ کے لئے ہوتا ہے Slow motion میں دیکھا جائے تو ہر دیکھنے والے کو یہ نظارہ ناپسندیدہ لگے گا اور لازماً ایک حد تک کراہت محسوس کرے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ ترین اخلاق کے مالک تھے انہوں نے انسانیت کو نہ صرف خدا تعالیٰ سے جوڑا بلکہ معاشرتی اقدار کو نہایت احسن رنگ میں ہمارے سامنے پیش کیا اور واضح طور پر روزمرہ کے اخلاق فاضلہ کا سبق سکھایا۔ جمائی کے بارہ میں ناپسندیدگی کا اظہار اپنے اندر نفسیاتی، اخلاقی اور طبی نقصانات رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں خصوصاً جب دنیا سمٹ کر ایک Global village کا نقشہ پیش کرتی ہے اس لئے معاشرتی اور اخلاق خلق ہماری زندگی کا اہم حصہ بن گئی ہے۔ سکول کالج اور یونیورسٹیوں کا قیام، Meetings، سیمینارز، جلسہ اور دیگر تقریبات میں ہمارا باہمی تعلق آپس میں بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ social skills اور social etiquettes کا بڑھ کر پاس رکھا جائے۔ کسی بھی میٹنگ یا social gathering میں جمائی لینا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ آس پاس کے لوگوں کا رجحان تبدیل ہو جاتا ہے۔ جمائی لینے والا اپنے عمل سے عدم دلچسپی، اکتاہٹ اور لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے۔ وہ باتیں جو توجہ سے سننے والی ہوتی ہیں ان میں خلل واقع ہوتا ہے۔ نتیجۃً خود، دیگر احباب اور منتظمین ومقررین کی توجہ بٹتی ہے۔ جمائی لینا یقیناً ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور حسن معاشرہ نہیں کہا جا سکتا۔

جماعت احمدیہ جو اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ساری دنیا میں پیش کرنا چاہتی ہے ان کو ان باتوں کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہئے۔ ہمیں سب جماعتی تقریبات اور خصوصاً حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات میں ان بنیادی معاشرتی اخلاق کا پاس رکھنا چاہیے۔ اور ہمارے پیارے آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمل کو ناپسندیدہ فرمایا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ ایک معاشرتی خرابی ہے اسی لئے آپ ﷺ نے حدیث میں تاکید فرمائی کہ۔

’’۔۔۔۔۔اور جو جمائی ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اسے جہاں تک ہو سکے روکے۔‘‘

ان الفاظ میں بھی ایک گہرا پُر حکمت راز مضمر ہے۔ یہ ایک فطرتی عمل ہے اور تحقیق کئی پہلوؤں سے yawning کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ صرف تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا نتیجہ نہیں بلکہ موجودہ ریسرچ بتاتی ہے کہ جمائی oxygen اور carbon dioxide کے توازن کو قائم کرتی ہے۔ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ جمائی خون کو دماغ تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے اور دماغ کو ٹھنڈا (alert) کرتی ہے۔ غور کریں کہ جمائی کا لینا کسی کے بس میں نہیں ہے اور ہر انسان باوجود کوشش کے اس کو روک نہیں سکتا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ عادت بنائے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے منہ کو بند رکھے۔ ہاتھ یا بازو کو منہ کے سامنے رکھے، منحوس آواز نہ نکالے اور اپنے جسم کو جانوروں کی طرح بدنما انگڑائی نہ دے۔ جمائی کا سارا منظر نہایت بدنما اور ناپسندیدہ ہے اسی لئے رسول کریم ﷺ نے صحیح فرمایا:

’’اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔‘‘

ایک اور معاشرتی خرابی بھی جمائی لینے سے جنم لیتی ہے۔ ماہر نفسیات کے مشاہدہ میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جمائی contagious ہے۔ اور آس پاس کے احباب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور وہ بھی جمائی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح ساری محفل کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یہ بات ماہر نفسیات کے تجربہ میں آئی ہے کہ جن گھروں میں کتے اور بلیاں گھر کے افراد کو جمائی لیتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ بھی جمائی لینی شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ نہایت مضحکہ خیز منظر دکھائی دیتا ہے اور لفظ بہ لفظ رسول کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ’’تو شیطان اس پر ہنستا ہے‘‘ پورا اترتا ہے۔

جمائی لینے سے انسان بیماریوں کو بھی لوگوں میں پھیلاتا ہے۔ اس لئے ایک وجہ Airborne diseases کی جمائی لینا بھی ہے۔ اور آجکل جب Covid-19 کی بیماری عروج پر ہے اس لئے جمائی کو روکنے کے لئے جو احتیاطی تدابیر کا ذکر ہے اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

جمائی لینا والا ایک قبیح فعل کا اس وقت مظاہرہ کرتا ہے جب سب کے سامنے اپنا منہ کھول کر اپنا اندرون ظاہر کرتا ہے اور عفونت پھیلاتا ہے۔ یہ حرکت ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے نفرت انگیز مناظر پیش کرتی ہے۔ Marriage counsellors نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں متواتر جمائی لینا دوری پیدا کر دیتی ہے اور مغربی معاشرہ میں بعض اوقات طلاق پر نوبت آ جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مصر کا مشہور فرعون Ramesses II جو کہ حضرت موسیٰؑ کے وقت فرعون تھا Excessive yawning کیا کرتا تھا جس کی وجہ شدید دانتوں اور کمر کی تکلیف تھی۔ اس کی بیوی (جس نیک عورت نے حضرت موسیٰؑ کو پالا) مذہبی اختلاف کے علاوہ اس کے منہ کی شدید عفونت کی وجہ سے علیحدہ رہتی تھی۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ جس شاہی محل کے کمرے میں وہ جمائی لیتا تھا وہ کمرہ Putrid smell کی وجہ سے بیٹھنے کے قابل نہیں ہوتا تھا۔ یقیناً انسان کا حسن اس کا چہرہ اور منہ ہے اس پر مسکراہٹ اور خندہ پیشانی اس حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ شاید اسی لئے منہ کھول کر بلند آواز سے قہقہہ لگانے کو رسول کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا

’’اور جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔‘‘

اس میں بھی ایک گہرا راز پوشیدہ ہے۔ ’’شیطان‘‘ لفظ اشارہ ذہنی، معاشرتی، جسمانی، روحانی اور طبی بیماریوں کے مجموعہ کی طرف ہے۔ شیطان جس کے بارہ میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ’’شیطان ہر انسان کے خون میں دوڑتا ہے‘‘ یعنی یہ بیماریوں کا مجموعہ (شیطان) یا تو انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے یا باہر کے ماحول کے اثرات سے پیدا ہوتا ہے۔ طبی ماہرین نے حالیہ ریسرچ سے حتمی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ

Excessive yawning متعدد بیماریوں کا یا تو پیش خیمہ ہے یا ان کا حصہ ہے۔ ان میں بعض مندرجہ ذیل ہیں:

### ذہنی بیماریاں

Sleep disorder, Depression, Anxiety, Stress, Autism, Schizophrenia

### دماغی بیماریاں

Brain tumor,Stroke,Epilepsy

### جسمانی بیماریاں

Heart attack, Hypoglycaemia, Liver failure, Obstructive Sleep Apnoea

### نشہ آور اشیاء

Drug Abuse

یہ چند ایک ’’شیطان‘‘ ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں اور وہ بدنصیب اس کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔

اس ضمن میں اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بھی حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ: ’’جب جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے‘‘۔ اور شیطان (یعنی بیماریاں) حاضر کے ایسے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے۔ ’’اے بد بخت انسان تُو تو ایسا احمق ہے کہ باوجود دنیاوی ترقیات، مختلف دنیاوی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے اور اپنی ذات پر فخر کرنے کے تیرے عمل کتنے مضحکہ خیز ہیں کہ ہنسی آتی ہے اور بظاہر چھوٹے سے چھوٹے انسانی عمل (یعنی جمائی) کو نہ سمجھنے میں میرا (یعنی شیطان کا) شکار ہو جاتا ہے۔

پس ہمارے اطباء، ریسرچ سکالرز اور مربیان کے لئے بھی ایک توجہ طلب بات ہے کہ ’’احمدیوں اس زمانہ میں جہاں تم روحانی میدان میں اللہ تعالیٰ سے اپنا رابطہ جوڑو وہاں رسول کریم ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں دُنیاوی میدان کے رہبر بنو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے خود ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر غور کرو اور عمل کرو اور پھر ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک حسین اسلامی معاشرہ کی تشکیل کرو۔

مدثر ظفر

# سمندر جو صحراء بن گیا

دنیا میں اب تک ہونے والی سب سے بڑی تباہ کن ماحولیاتی تبدیلی جس نے موجیں مارتے سمندر کو ریت اڑاتے صحراء میں بدل دیا۔ کئی ملین لوگ اس سے متاثر ہوئے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے، وہاں موجود سمندری مخلوق صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ سینٹرل ایشیا میں موجود ازبکستان جو کہ دہرا لینڈ لاکڈ خطہ (land locked) ہے جہاں چند عشروں قبل دنیا کی چوتھی بڑی ٹھاٹھیں مارتی جھیل موجود تھی۔ اس میں بڑی تعداد میں مچھلیاں اور دوسری آبی حیات پائی جاتی تھیں جو ماہی گیروں کا ذریعہ معاش بھی تھا۔

اس سانحے کی ابتداء تب ہوئی جب سویت یونین کے دور میں اس جھیل کو پانی پلانے والے دریا کو بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس پانی کو زراعت کے لیے استعمال کرنے اور بعض صنعتوں کو مہیا کرنے کا منصوبہ بنا۔ اب قدرت کے ساتھ اس انسانی چھیڑ چھاڑ کے تباہ کن نتائج کا سامنا ہے۔ اس منصوبے کے باعث جھیل میں پانی پہنچنے کا واحد ذریعہ ختم ہو گیا۔ نتیجۃً تمام پانی بخارات بن کر ہوا میں تحلیل ہونے اور زمین جذب ہونے کے باعث ختم ہو گیا۔

چھوٹی چھوٹی بندرگاہیں ویران ہوتی گئیں اور وہاں موجود کشتیاں اور جہاز زنگ کی خوراک بنتے گئے۔ 7000 کیوبک میٹر پر پھیلا پانی سٹ کر فقط 70 میٹر کیوبک فٹ تک رہ گیا ہے۔ باقی رہ جانے والے پانی میں موجود تمام مچھلیاں و دیگر آبی حیات مر چکی ہے کیونکہ یہ باقی ماندہ پانی اب نہایت نمکین ہو چکا ہے۔ جب یہ جھیل آباد تھی تب اس میں 35 اقسام کی رنگ برنگی مچھلیاں موجود تھیں۔ نہ صرف مچھلیاں بلکہ وہ پرندے بھی نہیں رہے جن کا انحصار مچھلیوں پر تھا۔ اس علاقہ میں رہنے والے کیسپئین ٹائیگر بھی ختم ہو چکے ہیں۔

کئی ملین افراد جو یہاں ماہی گیری اور اس سے وابستہ ذرائع معاش رکھتے تھے یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایک مقامی شخص اس بارے میں انٹرویو لینے والے کو بتاتے ہوئے رو پڑا، اس کا کہنا تھا کہ اس سمندر کو صحراء میں تبدیل ہوتے ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اس سے صرف مقامی افراد ہی متاثر نہیں ہوئے بلکہ کئی سو کلومیٹر دور رہنے والوں کو بھی اس کے بھیانک نتائج کا سامنا ہے۔ پانی خشک ہونے کے بعد پیچھے بچنے والا نمک اور ریت ہوا کی مدد سے سینکڑوں کلومیٹر دور پہنچ کر فصلوں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ نہ صرف فصلیں متاثر ہو رہی ہیں بلکہ لوگوں میں پیشاب سے متعلق تکالیف کی شکایات اور دیگر عوارض میں بڑے پیمانے پر اضافہ ہو رہا ہے۔ جھیل کے خاتمہ کے بعد اس سے ملحقہ علاقوں میں کینسر جیسے موذی مرض کے کیسز میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔

سویت یونین کے خاتمہ کے بعد آج کا جدید ازبکستان اس عمل کی بھاری قیمت ادا کر رہا ہے۔

چناچہ اس واقع کو قومی سانحہ قرار دے کر عالمی سطح پر اس کے سدباب کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ یہ صرف ایک ملکی نہیں بلکہ عالمی سانحہ ہے۔ ایک چھوٹے سے علاقہ کے قدرتی ماحول میں کی گئی چھوٹی سی تبدیلی کتنی تباہ کن ہو سکتی ہے یہ اس کی بدترین مثال ہے۔ متعلقہ عالمی ادارے اب اس بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں کیونکہ اس طرح کی ماحولیاتی تبدیلی صرف آبی حیات کو ہی نہیں انسانی آبادیوں کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ ہمیں اپنی زمین کی حفاظت کرنا ہوگی ورنہ اس کے قدرتی ماحول کو برباد کرنے کا مطلب اپنے لیے بربادی کے سامان کرنے کے مترادف ہوگا۔

---

## بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کہا بے شک۔ لوگ سب خاموش ہو جائیں تو میں بیان کر دیتا ہوں۔ چنانچہ جب سب خاموش ہو گئے۔ ہزارہا کے مجمع میں مَیں اکیلا ہی احمدی تھا۔ اُس وقت میں نے کہا سنو لوگو! جب قرآنِ مجید میں مسیح کا رفع آیا ہے اور جس طرح حدیث شریف میں نزول کا ذکر (آیا) ہے، مَیں اس کو برحق مانتا ہوں۔ جو اُس کو نہیں مانتا، میں اُس کو بے ایمان جانتا ہوں۔ اتنا لفظ کہنا تھا کہ مخلوق میں آفرین، مبارک بادی کے الفاظ بے ساختہ حاضرین کی زبان سے باآوازِ بلند شروع ہو گئے اور شور پڑ گیا۔ مَیں نے اُس وقت جلدی مجلس سے نکلنا غنیمت سمجھا اور نکل آیا۔ مگر میرے نکل آنے کے بعد اُس شخص حکیم سلطان علی نے میرے خیال کے مطابق جیسا کہ میں نے سوچا ہوا تھا راجہ صاحب کو کہہ دیا کہ تم لوگوں نے کچھ نہیں سمجھا، وہ تمہاری آنکھوں میں خاک جھونک کر چلا گیا۔ اُس کو پھر بلاؤ۔ چنانچہ ٹمن کے دروازے سے نکلتے ہی کچھ آدمی میری تلاش کے لئے آئے کہ مجھے واپس لے جائیں مگر میں کسی اور راہ سے نکل کر گھر پہنچ گیا۔ رات خیر خیر سے گزری تو بعد از فجر راجہ صاحب کا ایک پیغامبر بابو فضل دین صاحب میرے پاس پہنچا اور کہا کہ راجہ صاحب اور دیگر اہلِ مجلس کہتے ہیں کہ رفع اور نزول کے فقروں سے ہمیں اطمینان نہیں ہوا۔ مَیں نے کہا کہ پھر کس طرح اطمینان ہو۔ اُس نے کہا کہ راجہ صاحب وغیرہ کہتے ہیں کہ جب تک آپ مرزا صاحب کو کافر نہ کہیں ہم نہیں مانتے۔ مَیں نے کہا مَیں کافر کیوں کہوں۔ اُس نے کہا کہ مولوی جو کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ چونکہ مولوی مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں میں بھی اُن (مولویوں) کو کافر کہتا ہوں (یعنی دل میں کہا کہ مولویوں کو کافر کہتا ہوں۔ اُن کو کافر کہتا ہوں نیت میری یہی تھی کہ مولویوں کو کافر کہتا ہوں) اب وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔ جب اس مجلس میں جا کر کہا کہ لو جی اب تو مرزا صاحب کو بھی اُس نے کافر کہہ دیا ہے۔ پھر وہی سلطان علی بولا کہ میاں! تم دوبارہ آنکھوں میں خاک ڈلوا آئے ہو۔ اُس نے تو مولویوں کو کافر کہا ہے۔ یہ نہیں۔ پھر جاؤ، جا کے کہو کہ یہ لفظ لکھ دے کہ مَیں مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کو کافر کہتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ پھر وہ آیا، مجھ سے یہ کہلوانا چاہا۔ آخر دو دن گزر گئے تھے۔ میرا دل بھی کچھ دلیر ہو گیا تو پھر مَیں نے صاف کہہ دیا کہ بھائی جو کچھ مَیں نے کہا تھا وہی ٹھیک ہے۔ یعنی مرزا صاحب کو جو کافر کہتے ہیں میں اُن کو کافر سمجھتا ہوں۔ پس پھر تو وہ مایوس ہو گئے۔ اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ (المائدہ: 4)۔ (قرآن شریف کی یہ آیت انہوں نے یہاں لکھی ہوئی ہے کہ آج کے دن وہ لوگ جو کافر ہوئے، تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں، پس تم اُن سے نہ ڈرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو)۔ کہتے ہیں۔ بس پھر مقدمات شروع ہو گئے۔ (ان کے خلاف مقدمے شروع ہو گئے۔) یہاں تک کہ جن لوگوں پر کبھی بھی جھوٹ بولنے کی امید نہ تھی، انہوں نے مجھے نقصان پہنچانے کے لئے کھلم کھلا عدالتوں میں جھوٹ بولے۔ مگر مَیں نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی، نہ کرتا ہوں۔ الغرض مَیں نے یہ واقعہ جو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں مَیں اُن کو کافر کہتا ہوں، حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور بیان کیا تو حضور کھلکھلا کر ہنسے۔ حضور نے فرمایا کہ دیکھو کتمانِ ایمان کا بھی ایک درجہ ہوتا ہے، (یعنی ایمان کو چھپانے کے لئے یا فساد سے بچنے کے لئے اخفاء رکھنا ایک درجہ ہوتا ہے) جیسا کہ سورۃ المؤمن میں۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ٭ۖ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَکۡتُمُ اِیۡمَانَہٗۤ (المومن: 29)۔ آیا ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ موقع شناسی کر کے شریروں سے اپنی جان بچا لی۔''

(رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 167، 170 تا 172)

(خطبہ جمعہ 2/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رپورٹ: لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سلسلہ سُرینام، جنوبی امریکہ

# سُرینام میں عید الاضحیٰ

کرونا کی عالمی وباء نے انسانی میل جول اور سماجی رابطوں کو بری طرح متاثر کیا ہے،اور نظام زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔

سُرینام جنوبی امریکہ کا وہ واحد ملک ہے جہاں مسلمان آبادی کا تناسب خطے کے باقی سب ملکوں سے زیادہ ہے۔ اور عیدین کے موقعہ پر ملک میں عام تعطیل ہوتی ہے اور مسلمان اس کا خاص اہتمام بھی کرتے ہیں۔ عید الفطر کے دن تقریباً ہر مسلمان گھر میں کھانے کی میز سجائی جاتی ہے، جو عید کی مبارک باد دینے کی غرض سے آنے والوں کے لئے مختلف لوازمات سے بھری رہتی ہے۔عزیز، رشتہ دار مسلم وغیر مسلم مہمان بلا تکلف اس مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

ہر جامعہ مسجد کے احاطہ میں عید الاضحیٰ کے دن قربانی کے لئے جگہ مخصوص ہے، اور یوم النحر کے موقعہ پر مساجد میں خصوصی اہتمام کے ساتھ چھوٹے بڑے جانور قربان کئے جاتے ہیں۔ اور مختلف رنگ ونسل کے لوگ گوشت کا پیکٹ لینے کے لئے لائن میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

لیکن امسال کرونا وباء کی وجہ سے گھروں میں کھانے کے میز سجے نہ مسجدوں میں گوشت کے حصول کے لئے کھڑے لوگوں کی قطار نظر آئی، کیونکہ دونوں عیدیں ٹوٹل لاک ڈاون کی نظر ہوگئیں۔ لیکن ارباب اختیار جانتے ہیں کہ مذہبی احکام و معاملات انسانی عقیدت و احترام سے جڑے ہوئے ہیں، اس لئے گورنمنٹ نے جہاں ایک طرف وبا کو قابو میں رکھنے کے لئے ٹوٹل لاک ڈاون کا اعلان کیا، وہیں ہر مسجد کی انتظامیہ کی طرف سے مہیا کردہ افراد کو سپیشل پاس جاری کر کے مذبح خانوں سے جانور ذبح کروانے اور ان کا گوشت بانٹنے کی سہولت دی۔

سُرینام مین مسلمانوں کی اکثریت نے منگل 20 جولائی کو عید الاضحیٰ منائی۔ عید سے ایک دن قبل اجتماعی وقار عمل کا پروگرام رکھا گیا۔ مسجد اور قرب و جوار کی صفائی کی گئی، گھاس کاٹا گیا، قربانی کے لئے مخصوص جگہ کو پریشر پمپ سے دھویا گیا۔ تمام ٹیبل اور قربانی کے اوزار صاف کئے گئے۔ اور کرم کُش دوا کی سپرے کی گئی۔

اربابِ حلّ وعقد کی طرف سے جاری کی گئی ہدایات کے مطابق افراد جماعت کو مختلف جگہوں پر نماز عید ادا کرنے کی ہدایات دی گئیں، اور نماز عید پڑھنے کا طریق اور خطبہ مہیا کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ صبح نو بجے چار مختلف جگہوں پر نماز عید ادا کی گئی۔ ساڑھے نو بجے خاکسار نے زوم کے ذریعہ خطبہ دیا اور اجتماعی دعا کروائی۔

بعد ازاں خدام کا ایک گروپ مذبح خانہ روانہ ہوا، جہاں تین بیل ذبح کروانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پانچ چھوٹے جانور تین مختلف جگہوں پر ذبح کئے گئے۔ جن 15 افراد جماعت کی ڈیوٹی گوشت کاٹنے اور تقسیم کرنے کی تھی وہ گیارہ بجے کے بعد مرکزی مسجد ناصر پہنچے۔

مذہبی امور کے ڈائریکٹر کی طرف سے مورخہ 19 جولائی کو پیغام موصول ہوا کہ کل عید کے دن وزیر داخلہ (مسٹر برونتوسلام سوموہار جو) اپنے سٹاف کے ساتھ مسجد کا دورہ کریں گے۔ دن بارہ بجے کے قریب وزیر موصوف اپنی میڈیا ٹیم اور وزارت داخلہ کے ڈائریکٹر مسٹر محمد نصیر ایساک کے ساتھ مسجد پہنچے۔ خاکسار نے محترم صدر صاحب کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ موصوف نے مسجد میں موجود تمام افراد سے فرداً فرداً مل کر عید کی مبارک باد دی۔ بعد ازاں ہم نے انہیں کھانے کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ مجھے ڈائریکٹر صاحب نے صبح ہی کہا تھا کہ اگر احمدیہ مسجد جانا ہے تو وہاں لازماً کھانے کا انتظام ہوگا، اس لئے اس حساب سے وقت مقرر کر کے جائیں۔ چنانچہ موصوف اور افراد جماعت ظہرانے میں شریک ہوئے۔

دن تین بجے کے قریب تین بڑے جانوروں کا گوشت مسجد پہنچا، جہاں اس کی کٹائی کی گئی، اور پیکٹ بنانے کا کام شروع کیا گیا۔ تمام فیملز کے پیکٹ تیار کر کے ان پہ لیبل لگائے گئے۔ پچاس پیکٹ افراد جماعت، تیس پیکٹ ضرورتمند افراد اور دو یتیم خانوں کے لئے تیار کئے گئے۔ اکثر افراد جماعت کو اسی شام اور چند گھروں کو اگلے دن گوشت پہنچایا گیا۔

## میڈیا کوریج

خدا تعالیٰ کے فضل سے عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہمیں بہترین میڈیا کوریج ملی۔ ملک کے سب سے معروف اخبار ''داوارٹیڈ'' (De Ware Tijd) کی نمائندہ خاتون نے مشن ہاؤس فون کر کے عید اور قربانی کے حوالے سے مفصّل معلومات لیں۔ یہ انٹر یو مؤرخہ 20 جولائی کو شائع ہوا۔ اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس صحافی خاتون نے پانچ اور مسلمان تنظیموں سے بھی رابطہ کیا اور ان کے خیالات کو بھی خبر میں شامل کیا، مگر سب سے پہلے ہماری جماعت کا مؤقف پیش کیا۔ دو نیوز ویب سائٹس نے اس خبر کو اپنے مرکزی صفحے پر شیئر کیا۔

ملک کی سب سے معروف نیوز ویب سائٹ ''سٹار نیوز'' (StarNieuws) کا نمائندہ عید کے دن سہ پہر کے وقت مسجد آیا، اور دو گھنٹے سے زائد وقت موجود رہا۔ اس نے قربانی کے فلسفے اور گوشت کی تقسیم کے حوالے سے محترم صدر صاحب کا انٹرویو لیا، اور کام کرتے ہوئے افراد جماعت کی تصاویر بنائیں۔ اور 20 جولائی کی شام اس خبر کو مع تصاویر اپنی ویب سائٹ پہ شائع کیا۔ سٹار نیوز سُرینام کی سب سے زیادہ دیکھی جانے والی ویب سائٹ ہے، جس کے قارئین کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے۔ اس ویب سائٹ نے عید الاضحیٰ کی خبر اپنے فیس بک پیج پر بھی شائع کی اور تقریباً چھ سو افراد نے اس خبر کو لائیک کیا، اور پچاس سے زائد افراد نے مبارک باد کے پیغام لکھے، اور مثبت تبصرے کئے۔ تین اور نیوز ویب سائٹس نے اس خبر کو اپنے مرکزی صفحے پر شیئر کیا۔

وزیر داخلہ نے عید کے دن مسجد ناصر سمیت جن مساجد کا دورہ کیا اس کی ویڈیو رپورٹ اُسی شام اور اگلے دن مختلف ٹی وی چینلز پر دکھائی گئی، اور منسٹری کے سوشل میڈیا اکاونٹ پر بھی شیئر کی گئی۔

قارئین الفضل سے جماعت سُرینام کے نفوس و اموال میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

## اعلان نکاح

مکرم وسیم احمد ظفر۔ برازیل سے یہ اعلان بھجواتے ہیں:

خاکسار کے بیٹے عزیزم اعجاز احمد ظفر (واقف نو) کا رشتہ عزیزہ ماریہ ندیم سید (واقفہ نو) بنت مکرم سید عبد اللہ ندیم مبلغ سلسلہ میامی امریکہ کے ساتھ طے پایا ہے۔ دونوں خاندانوں کے لئے یہ امر انتہائی مسرت اور سعادت کا موجب ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مورخہ 17 جولائی 2021 بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد یو کے میں مبلغ 18000.00 (اٹھارہ ہزار برازیلین ریال) حق مہر پر انکا نکاح پڑھایا۔ الحمد للہ۔ عزیزم اعجاز احمد ظفر کی طرف سے مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد یو کے اور عزیزہ ماریہ ندیم سید کی طرف سے انکے پھوپھا جان مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکریٹری نے وکیل کے طور پر ایجاب و قبول کیا۔ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے رشتہ کے مبارک ہونے کی دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’آئندہ انکی نسلیں بھی نیک ہوں اور یہ خود بھی نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں‘‘

عزیزم اعجاز احمد ظفر مکرم الحاج مولوی محمد شریف مرحوم سابق اکاونٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ پاکستان کے پوتے اور مکرم ڈاکٹر سمیع اللہ ریاض مرحوم پاکستان کے نواسے ہیں۔ عزیزہ ماریہ ندیم، مکرم سید عبد الغنی مرحوم سابق سیکریٹری مال فیکٹری ایریا ربوہ پاکستان کی پوتی اور سید عاشق احمد طاہر صاحب کی نواسی ہے۔ قارئین الفضل سے بھی رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

## درخواست دعا

☆… مکرم عطاء الحیٔ ناظم اطفال الاحمدیہ۔ ملائیشیا سے لکھتے ہیں: خاکسار کی والدہ بنت مکرم محمود احمد سعید حیدرآبادی مرحوم کو شوگر ہائی اور بلڈ بلاکنگ کی وجہ سے ڈاکٹر نے دو بار سی ٹی سکین کیا ہے اور ملائیشیا کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں جہاں ایمرجنسی وارڈ میں تین دن رہ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے نارمل وارڈ میں شفٹ کر دی گئیں ہیں۔ والدہ صاحبہ کی کامل صحت کے لیے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے اللہ تعالی اور پیچیدگی سے اور بیماری کے بد اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

نیز میرے والد مکرم ملک منیر احمد اعوان سابق کارکن صدر انجمن احمدیہ دل کے مریض ہیں۔ اور وہ بھی ہسپتال میں زیرِ علاج رہے ہیں ان دونوں کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالی ہم سب پر اپنا فضل فرمائے اور پریشانیوں سے نجات دلائے۔ آمین ثم آمین۔

## ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرم ڈاکٹر نصیر احمد طاہر۔ ویلز یو کے سے تحریر کرتے ہیں:

الفضل، جولائی 2021ء کا ادارتی نوٹ حضرت مسیح موعودؑ اور طب (قسط نمبر 2) پڑھا۔ بہت ہی اعلی انتخاب تھا۔

الفضل کے صفحہ 3 کا آرٹیکل ہر موضوع پر ہی اعلیٰ قابل تعریف ہوتا ہے۔ چونکہ خاکسار شفیق طبیبوں کی اولاد ہے، اس لیئے طب پہ لکھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر تحریر سے آباء و اجداد کی طرح سبق لیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اکثر طبیبوں کا یہ کام ہے کہ جب انہیں مایوسی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں اور بظاہر نظر کامیابی کی راہیں مسدود نظر آتی ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ خاص خاص شبہات پیدا ہو گئے تھے ورنہ یہ ہوتا تو ٹھیک تھا۔ یہ بات نہیں ہوسکی وہ نہیں ہوسکی۔ ایسا کرنا چاہئے تھا ویسا کرنا چاہئے تھا مگر یہ سب باتیں توحید کے برخلاف ہیں۔ اگر طبیب سے غلطی ہوگئی ہے یا کامیابی نہیں ہوسکی تو پھر کیا ہوا۔ اس کا کام تو صرف ہمدردی کرنا تھا تقدیر کا مقابلہ نہ کرنا تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 340)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

’’طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہیے کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 53)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مخلوق خدا سے بے لوث پیار اور حقوق ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

- مکرم سمیع اللہ زاہد۔ کینیڈا سے پیغام بھجواتے ہیں کہ

میں نے ایپ ڈاون لوڈ کی ہوئی ہے۔ میں روزانہ الفضل پڑھ لیتا ہوں۔ اخبار بہت ترقی کر رہا ہے۔ اور بہترین انداز میں پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تمام کام کرنے والوں کو جزاء دے۔

## چھوٹی مگر سبق آموز بات

### علم کی قدر و منزلت

حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کلمات طیبات بیان فرما رہے تھے اسی دوران آپؑ نے فرمایا کہ، میں اپنے گھر کے صحن میں ٹہل رہا تھا کہ میری لڑکی مبارکہ (حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ) جو پانچ چھ سال کی ہے اس کے منہُ سے ایک ایسی پُر حکمت بات نکلی کہ میں نے اسی وقت اپنی نوٹ بک میں درج کر لی۔ اسی طرح حضور اقدسؑ نے اپنے رسالہ ضرورۃ الامام میں فرمایا کہ، ہم تو علم و معرفت کے متعلق اپنے اندر اتنی پیاس محسوس کرتے ہیں کہ بظاہر معمولی سی بات کے اندر بھی عظیم الشان حقائق پوشیدہ ہوتے ہیں۔

(حیات قدسی از مولانا غلام رسول راجیکیؓ صفحہ 41)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

## طلوع و غروب آفتاب

24 اگست 2021ء

| شہر | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:43 | 18:44 |
| مدینہ منورہ | 04:39 | 18:48 |
| قادیان | 04:33 | 19:02 |
| ربوہ | 04:13 | 18:42 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 04:34 | 20:06 |